جناب مولانا محمد اسحاق بھٹی ۔ لاہور
رفیقِ اعزازی ۔ الحق

چند لمحے مجلسِ اولیاء میں

محترم مولانا محمد اسحاق صاحب ملک کے جانے پہچانے صاحب قلم اور میدان صحافت و تحقیق کے شہسوار ہیں۔ عرصہ تک معاصر الاعتصام اور منہاج کے مدیر رہے۔ اور اس وقت ادارۂ ثقافت اسلامیہ کے علمی مشاغل میں مصروف ہیں۔ انہوں نے از راہ عنایت مستقلاً الحق کو اپنے رشحات قلم سے نوازنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ ادارہ بصد تشکر و امتنان ان کے نگارشات کی پہلی قسط پیش کر رہا ہے۔ "ادارہ"

عروہ رحمۃ اللہ علیہ مشہور صحابی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے صاحب زادۂ گرامی قدر تھے۔ آپ کی والدہ خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا تھیں۔ عروہ نہایت نیک اور متدین بزرگ تھے۔ آپ کا قول ہے:

بسا اوقات ایک معمولی سی چیز جسے میں اپنا لیتا ہوں، مجھے بہت بڑی عزت و تکریم کا حامل بنا دینے کا باعث بن جاتی ہے۔ (صفۃ الصفوۃ جلد ۲۔ صہ ۴۷)

عروہ نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

اے میرے بیٹو! علم حاصل کرو۔ اگر تم قوم کے چھوٹے درجہ میں شمار ہوتے ہو تو بہت قریب ہے کہ علم کی وجہ سے بڑے مرتبہ پر فائز ہو جاؤ اور تمہارا شمار معززین قوم میں ہونے لگے۔ یاد رکھو جاہل اگرچہ کتنی ہی شخصیت کا مالک ہو مگر اس سے زیادہ قبیح اور کوئی شے نہیں ہے۔ (صفۃ الصفوہ)

سالم رحمہ اللہ، حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند تھے۔ اپنے دور کے نہایت اونچے اور متقی انسان تھے۔ ان کے بارہ میں سفیان بن عیینہ کہتے ہیں:

مشہور اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک کعبۃ اللہ میں داخل ہوئے تو اس کا سامنا سالم بن عبداللہ سے ہوا۔ اس نے کہا۔ "سالم اگر کوئی ضرورت ہو تو مجھے بتاؤ میں اسے پوری کروں گا۔"

سالم نے جواب دیا۔ "مجھے اللہ سے شرم آتی ہے۔ کہ میں اس کے گھر میں اس کے سوا

کسی اور کے سامنے دست سوال دراز کروں "۔

جب سالم بیت اللہ سے باہر نکلے تو ہشام بھی ان کے پیچھے پیچھے باہر نکل گیا۔ اور کہا "اب بتائیے۔ اب تو آپ بیت اللہ سے باہر آ گئے ہیں"۔ سالم نے پوچھا "میں آپ سے اپنی دنیا کی ضروریات کے بارہ میں سوال کروں، یا آخرت کی ضروریات کے بارہ میں"۔ ہشام نے جواب دیا "دنیا کی ضروریات کے بارہ میں"۔ سالم نے کہا "میں نے تو دنیا کی ضروریات کے بارے میں کبھی اس سے بھی سوال نہیں کیا۔ جو دنیا کا مالک ہے۔ اس سے کیونکر سوال کروں جو اس کا مالک نہیں ہے۔" (صفۃ الصفوۃ جلد ۲ ص ۵۱)

ابو جعفر محمد بن علی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔ علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں ان کا رتبہ بڑا بلند تھا۔ ان کا قول ہے:

غنا اور عزت دونوں مومن کے دل میں گھومتی رہتی ہیں۔ جب وہ توکل کے مقام پر پہنچ جاتے تو اسے اپنا مسکن قرار دے لیتی ہیں۔ (صفۃ الصفوۃ جلد ۲۔ ص ۶۰)

راوی ہیں کہ ابو جعفر محمد بن علی نے اپنے بیٹے کو از راہ نصیحت کہا:

کاہلی اور بے قراری سے اپنا دامن بچا کر رکھو۔ یہ دونوں برائی کی کنجیاں ہیں۔ اگر تم کاہل ہو جاؤ گے تو اپنا کوئی بھی حق اور کوئی بھی ذمہ داری ادا نہ کر پاؤ گے۔ اور اگر بے قراری میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ تو اپنے حق اور صحیح معاملے میں صبر نہ اختیار کر سکو گے۔ (صفۃ الصفوۃ جلد ۲ ص ۶۱)

مجاہد بن جبیر تابعی ہیں۔ طبقہ ثانیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی کنیت ابو الحجاج تھی۔ ان کا قول ہے:

جو شخص اپنے آپ کو معزز اور محترم قرار دے لے گا۔ وہ اپنے دین کو ذلیل بنا لے گا۔ اور جو اپنے آپ کو کم درجے کا سمجھے گا وہ اپنے دین کو معزز اور مکرم ٹھہرا لے گا۔

(صفۃ الصفوۃ جلد ۲۔ ص ۱۱۸)

عبداللہ بن عبید بن عمیر فصحاء مکہ میں سے تھے۔ تابعی تھے۔ نہایت صالح بزرگ تھے۔ ان کی وفات ۱۱۳ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ ان کا کہنا ہے:

جو شخص تقویٰ اختیار کرے اور پرہیزگاری اور دنیا سے بے نیازی کو اپنا مطمع نظر ٹھہرا لے۔ یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی دنیا دار کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہو جائے۔ (صفۃ الصفوۃ ص ۱۲۶/۲)